سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

صحابہ کرامؓ کا مقدس مشن

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ۔ وعدالله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنايعبدونني لايشركون بي شيأ ومن كفربعد ذالك فاولئك هم الفاسقون۔ (سورة نور آيت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کرلیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس طرح حاکم بنادیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کردیا جمادیں گے۔ اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

سب سے اہم واقدم فریضہ: تلاوت شدہ آیت کریمہ کے ضمن میں ابھی تک جو معروضات پیش کرچکا ہوں آپ کو اندازہ ہو چکا ہوگا کہ مذکورہ آیت اور کئی دیگر آیات مبارکہ میں بار بار ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کو لازمی قرار دیا گیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤمن اور مسلم حقیقی طور پر اس وقت تک مومن اور مسلمان کہلوانے کا حقدار نہیں جب تک ایمان واسلام کے دعوے کے ساتھ اعمال صالحہ پر گامزن اور معاصی سے اجتناب نہ کرے۔ مسلمان کو اپنی زندگی انہی مقدس مقاصد کی تکمیل کے لئے وقف کرنی ہوگی۔ رحمۃ للعالمین سردار دو عالم ﷺ کی حیات مقدسہ انہی مقاصد کی تعلیم وتبلیغ میں صرف ہوئی۔ یہی اہم فریضہ جو صحابہؓ آپ ﷺ کے بعد خلافت وامارت کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے انہوں نے بھی حضور ﷺ کے مقررہ اصولوں کے مطابق احسن طریقہ سے ادا کردیا۔

اطاعت کی برکتیں: وہ مختصر جماعت مہاجرین وانصار، اللہ اور رسول ﷺ کی ہر بات ماننے کے ایسے عادی بن چکے تھے کہ ایمان وعمل صالح کے نتیجہ میں جو بشارتیں، ان کو دی جاتیں ان کا یقین محکم ہوجاتا کہ ان اعمال کے نتیجہ میں آخرت کی رحمت، مغفرت اور جنت الفردوس کا ملنا تو یقینی ہے بلکہ نہ صرف آخرت دنیا ہی میں ان دونوں کی بدولت بڑی بڑی نعمتیں مثلاً سلطنت، امانت، خلافت اور عزت وغیرہ کا حاصل ہونا بھی یقینی امر ہے۔ اور یہی پھر ہوا بھی۔ جس قوم کی معاشرہ میں کوئی قدر ومنزلت اور عزت نہ تھی تمام شوکتیں ان کے ہاتھ میں آ گئیں۔

<u>صحابہ کرامؓ کا مقدس مشن:</u> اسی دور کی وہ قومیں جوان کے سامنے شیر بن کران کو ہر وقت للکار رہی تھی وہ ان کے سامنے لومڑی اور گیڈر سے بھی کمزور بن کر قدموں میں جھک گئیں۔ امت کے طبقہ علیا سے تعلق رکھنے والے اس خدا پرور' درویش اور فقیر منش مختصر جماعت صحابہ کا مقصد دوسرے اقوام سے عزت و دولت چھیننا نہ تھا بس صرف ایک ہی مدعا تھا کہ خود بھی دینِ متین کے عامل بن جائیں اور لوگوں سے بھی یہی مطالبہ تھا کہ نیک' متقی اور صرف اللہ کے عبادت کرنے والے بن جاؤ' نہ ان کو اقتدار کی طلب اور نہ بڑے سے بڑے عہدے کی خواہش ولالچ تھی۔

<u>صحابہ کرامؓ کے شب روز</u> ھم بالليل رهبان وبالنهار فرمان کا لقب پانے والے ساری ساری رات نماز' ذکر' دعوات اور خالق کائنات کے حضور رو رو کر گزارتے۔ خشیت الہٰی سے ان کے قلوب معمور و منور تھے۔ راتیں اس کیفیت میں اور دن ایک نڈر اور بہادر سپاہی جیسے اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لئے گھوڑے کی پشت پر گزارتے۔ اخلاق محمدیؐ اور اعلیٰ کردار کو لے کر جب میدان عمل میں نکلتے تو اس راستہ میں جو مفسد اور باطل قوت رکاوٹ بن کر زور آزمائی کی کوشش کرتا خس وخاشاک کی طرح بہہ کر نام ونشان ہی مٹ جاتا۔

<u>صحابہ کرام کی مجاہدانہ عظمتِ شان:</u> حضرت عمرؓ کا دور خلافت ہے مسلمانوں نے اپنے جوش ایمانی اور اطاعت ربانی کے باعث طاقت وحکومت کے نشے میں مدہوش قیصر وکسریٰ یعنی روم وایران کی عظیم الشان حکومتوں کو شکست دے کران کا نشہ وغرور پاش پاش کر دیا تاریخ کوئی ایسی مثال پیش نہیں کرسکتی کہ ایک طرف چند صحرا نشین اور درویش جن کے پاس روایتی اور وقتی ہتھیار بھی نہیں۔ دوسرے طرف لاکھوں کی تعداد میں حاکمانِ کسریٰ کی تنخواہ دار فوج' ظاہری آلات واسباب حرب سے مالا مال' شدید جنگ ہوئی' مسلمان غازیوں' مجاہدوں اور صحابہ کی کل تعداد تقریباً ۳۰ ہزار' ایرانیوں کا لشکر تین لاکھ نفوس پر مشتمل اور ہر قسم کے اسلحہ سے لیس' قیادت گورنر خراسان کے بیٹے رستم جو نہایت شجاع اور جنگی امور کا ماہر تھا' کے ہاتھ میں تھی۔ اہل فارس کو مذہبی غیرت کا جوش دلا کران میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مجاہدین کے پاس وردی تک نہیں۔ کسی کے پاس صرف لمبا کرتہ اور کسی کے ہاتھ میں خنجر۔ چند کے ہاتھوں میں تلوار اور بعض نیزے اٹھائے ہوئے تھے۔ نہ غذا کا باقاعدہ انتظام ہے اور نہ اسلحہ وخوراک وغیرہ کے رسد کے ذرائع و وسائل۔ اپنے سروں کو ڈھانپنے کیلئے پگڑیاں بھی تمام غازیوں کو میسر نہ تھیں جس کے پاس پگڑی نہ تھی تو سر پر رسی باندھی ہوئی تھی۔ وہ صرف ایمان اور اللہ ورسول کی اطاعت ومحبت سے بھرپور ہو کر میدان کارزار میں لاکھوں ایرانیوں کی یلغار کا مقابلہ کرنے آئے تھے۔ لاکھوں فارسی' صحابہ اور مجاہدوں کے چند ہزار پر مشتمل لشکر جرار کا سامنا کرتے ہی ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ صحابہ شیروں کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہوئے۔ دشمن نے ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔

<u>صحابہ کرام کی اخلاقی بلندیاں</u> اس زمانے کا نامور اور مشہور جنگجو اور پہلوان رستم اپنے لاکھوں فوجیوں کو بلیوں اور چوہوں کی طرح بھاگتے ہوئے دیکھ کر حیرانی و پریشانی کی حالت میں اپنے ماتحت کمانڈروں سے اپنی شکست کی وجوہات

پوچھ رہا تھا کہ ہماری لاکھوں کی فوج جن کے پاس ہر قسم کا اسلحہ، وسائل، ظاہری قوت و سطوت موجود ہے اور مقابلہ میں چند ہزار ظاہری بے یار و مددگار، وسائل جنگ سے محروم، کمزور عرب بدوؤں کے سامنے ٹھہرنے کی بجائے کیوں راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ رستم کے ماتحتوں نے اپنی جان بخشی کی شرط پر اور نئے تہذیب کے دلدادہ مسلمانوں کے لئے عبرت اور سبق حاصل کرنے کیلئے بے شمار راز پوشیدہ ہیں کہ وہ بھی انہی مختصر جماعت صحابہ و مسلمانوں کے کردار و اخلاق کو اپنا کر فارس جیسے عظیم اسلام دشمنوں کا تیا پانچا کر سکتے ہیں۔...... رستم پہلوان کے زیر کمان لڑنے والے جنگجوؤں نے واضح اور برملا اقرار کیا کہ یہی بے سر و سامانی کی حالت میں لڑنے والے عنقریب تمہارے پورے ملک پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ سلطنت فارس کے لشکر ہر محاذ پر شکست سے دوچار ہو کر ان کی طاقت و قوت پاش پاش ہو جائے گی۔ کیونکہ اخلاق عالیہ، امانت و دیانت، شفقت و محبت، اپنے رب کی اطاعت، زہد و تقویٰ جیسے اوصاف سے مالا مال ہو کر ان لڑنے والوں کی تقدیر میں یقیناً فتح ہی فتح ہوگی۔ یہ ایسی عجیب و غریب مخلوق ہے۔ کہ دن بھر دشمن کے مقابلہ میں لڑتے ہیں۔ رات بھر اپنے خالق و مالک کے آگے آہ و زاری میں اس سے مدد کے طلبگار رہتے ہیں۔ عاجزی و انکساری میں یہ لوگ بے مثال ہیں۔ اپنی طاقت اور قوت کے نشے میں مبتلا رہنے کی بجائے اپنے رب سے فتح و نصرت کے طلبگار ہیں۔ ان کی برکت سے بے آب و گیاہ اور اجڑے ہوئے علاقے آباد اور سرسبز ہو جاتے ہیں۔ کسی غیر کی عورت کو بدنظر سے دیکھنے کا تو ان کے ہاں تصور نہیں۔

شاہان کسریٰ اور ایرانی سلطنت صحابہؓ کی ٹھوکر میں: ان کے مقابلہ میں تیری فوج اخلاقی قوت سے بالکل عاری، امانت و دیانت کا ان کے ہاں ذکر تک نہیں۔ شراب نوشی و زنا ان کا محبوب مشغلہ، لوٹ مار اور دوسروں کے اموال پر قبضہ کر کے اسے شیر مادر کی طرح حلال سمجھتے ہیں۔ جس علاقہ میں داخل ہو جاتے ہیں ہنستے بستے اور سرسبز و شاداب علاقے کھنڈرات میں تبدیل ہو کر لوگوں کے باغات اور فصل بنجر و بے آب و گیاہ ہو جاتے ہیں۔ اب خود موازنہ کر لو کہ فتح تمہاری ہوگی، یا ایمان صالحہ کے فولادی اسلحہ سے لیس ان درویشوں کی ہوگی؟ اور پھر وعدۂ ربانی کا ایفاء کرتے ہوئے یہی ہوا۔ عظیم سلطنت فارس کے لاکھوں افواج کو شکست اس کے جانے پہچانے پہلوان جرنیل رستم کو تیسرے معرکہ میں موت کے گھاٹ اتار کر اس کی موت کے ساتھ اپنی کرسی اور اقتدار اور دنیا پر غلبہ پر غرور حاصل کرنے والوں کے خواب ان فقراء کے ہاتھوں چکنا چور ہو کر ایرانی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ شاہان کسریٰ کی مملکت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔

اسلامی سلطنت کی وسعتیں: مکہ و جزیرۃ العرب آنحضرت کے زمانہ میں فتح ہوئے۔ ابوبکرؓ کے دور خلافت میں فارس، شام، مصر، دمشق و دیگر اہم علاقوں میں اسلام کے جھنڈے سربلند ہو کر کفر کے درختوں کی بیخ کنی شروع کر دی گئی۔ حضرت عمر فاروق کی امارت میں یہ فتوحات بام عروج پر پہونچے۔ اپنے اپنے وقت اور علاقوں کے ان بڑے بڑے فرعونوں کے سیم و زر سے بھرے ہوئے دین کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کرنے والوں کے قبضہ میں آ کر فقراء و مساکین اور حاجتمندوں کے دروازوں پر لے جا کر ان میں تقسیم کر دیئے گئے۔ حضرت عثمان غنی ذی النورین مسند نشین

خلافت ہوئے ان کے دور خلافت میں اسلامی مملکت کے سرحدات مزید پھیلتے گئے۔الجزائر و مراکش کے موجودہ ممالک جن کو افریقہ میں شمار کیا جاتا تھا۔سپین کے بعض حصے' قبرص وطبرستان اور کئی اور علاقے ان ہی کے سربراہی میں فتح ہوکر اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے۔

صحابہؓ حق وانصاف کے علمبر دار تھے: اپنے سے کئی گنا طاقتور اور بڑی حکومتوں سے ٹکر لے کر فتوحات حاصل کرنے کی وجہ یہی تھی کہ وحی الٰہی کی روشنی میں ان کی ایسی تربیت اور نفوس کا تزکیہ ہوا کہ وہ زہد اور تقویٰ کا مجسمہ بن گئے عفت امانت خوفِ خدا' ایثار وقربانی میں اپنی مثال آپ تھے۔حکومت اور عہدہ کی حرص ولالچ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔اللہ کے قانون کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرتے تھے' حق وانصاف کے ایسے علمبردار تھے کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی حق وانصاف کا دامن ترک کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

امت کیلئے لائحہ عمل: اللہ کے اٹل فیصلہ کے مطابق فتح وشکست' عزت و ذلت کے اپنے اپنے اسباب وعوامل ہیں۔جس نے جس راہ کو اختیار کیا نتیجہ اسی کے مطابق حاصل ہوگا: ارشاد باری ہے۔ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ (سورۃ آل عمران۔۱۶۰)

ترجمہ: ''اگر اللہ تمہاری امداد کرنا چاہے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اگر تمہیں ذلیل کرنا چاہے تو کون ہے جو اس کے سوا تمہاری مدد کرے''

کاش اگر ہم اللہ کے صحیح بندے بن گئے تو ہر لحہ وگھڑی اللہ کی امداد شامل رہے گی۔جب اللہ کسی کا معاون بن جائے' تو پھر سمندر و دریا' جنگل و پہاڑ بھی اس کے حکم سے مسخر ہو جاتے ہیں۔بادلوں پر بھی انہی کا حکم چلتا ہے۔اشارہ کرتے ہی اللہ کے حکم پر بارش برسنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔عقیدہ مسلمان کا مضبوط ہو جاتا ہے کہ حضورؐ کی ارشاد کردہ دعا: اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ''یا اللہ جو نعمت (عظمت وعزت) تو دے اسکو روکنے والا کوئی نہیں اور جو نعمت تو منع کردے (روک دے) اس کو دینے والا کوئی نہیں'' کا ظہور ووقوع یقینی ہے' شرط یہ کہ اپنے آپ کو خالق ومالک کون ومکان کی عبادت کے لئے وقف کردیں اور اپنے اعمال وزندگیوں کو قرآن وحدیث کی حدود وقیود کے اندر گزاریں۔مسلمانوں کے عظمت گزشتہ پر اگر ایک نظر ڈالیں اور اپنے پیغمبر رسول کی پیشن گوئیوں کا مطالعہ کریں کہ آج بھی مسلمانوں کی رہی سہی جو سلطنتیں قائم ہیں۔وہ حضورؐ کی پیشن گوئیوں کی حقانیت اور اللہ کی جانب سے نیک عمل کرنے والے ایمان کے زیور سے آراستہ مسلمانوں سے وعدہ کرنے ہی کا صلہ اور نتیجہ ہے۔

اصلاح اموال کی طرف توجہ کی ضرورت ہے: اس دور میں مسلمان کلمہ شہادت کے علمبردار بن کر بھی اپنے ہر فعل وقول میں اللہ سے کئے ہوئے وعدوں میں نافرمانی پر اصرار کرتے چلے جارہے ہیں۔اصلاح احوال کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے شکوہ بھی اسی رب سے کررہے ہیں جس کے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے بھٹک کر کفری طاقتوں کی دوستی اور سایوں میں سکون تلاش کررہے ہیں۔عجیب تضاد ہے۔موجودہ ہمارے اعمال وگفتار کی موجودگی

میں یہ کہنا کہ رب کائنات نے اپنی رحمت ومدد روک دی ہے اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنا اور جان بوجھ کر اپنے زوال اور بیماریوں کے اسباب سے آنکھیں چرانے کا ایسا المیہ ہے جس کے انجام میں مسلمان قدم قدم پر عذاب الٰہی کو مزید دعوت دینے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

صحابہ کی امتیازی شان رجوع الی اللہ: ایک وہ مقدس وروحانی دور تھا کہ جب کوئی آفت' مصیبت' اور خطرے کی گھڑی آتی وہ پاکیزہ نفوس فوراً رجوع الی اللہ کر کے آفات کے ازالہ کے لئے خدا ہی کو یاد کرتے' کبھی انہوں نے ظاہری اسباب وعلل پر اعتماد نہیں کیا۔ خشوع وخضوع عجز وانکساری کے اظہار کے ساتھ ہی اللہ کی رحمت کا نزول شروع ہو جاتا' غزوہ احد کے پُر خطر موقع پر آنحضرتؐ نے اللہ ہی سے غالب آنے اور فتح حاصل کرنے کے لئے آہ وزاری سے دعا کی جس کا نتیجہ فتح کی صورت میں نکلا۔

عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال وھو فی قبة یوم بدر اللھم انشدک عھدک ووعدک اللھم ان تشا لا تعبد بعد الیوم فاخذ ابوبکرؓ بیدہ فقال حسبک یارسول اللہ الححت علی ربک فخرج وھو یثب فی الدرع وھو یقول سیھزم الجمع ویولون الدبر

''حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ غزوہ بدر کے موقع پر ایک موقع پر دعا فرما رہے تھے: یا اللہ میں تجھ سے تیری امان چاہتا ہوں۔ اور تیرے وعدہ کا پورا کرنا چاہتا ہوں۔ اے اللہ اگر تو یہی چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہیں ہوگی (یعنی دشمن کے مقابلہ میں موجودہ مسلمان ختم ہو کر روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ رہے) حضرت ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا یا رسول اللہ ﷺ بس فرما (کافی ہے) آپ نے اپنے رب سے آہ وزاری اور گڑگڑانے کیساتھ جو دعا فرمائی یہی فتح وکامیابی کے لئے کافی ہے۔ جسکے بعد آپ ﷺ اطمینان ومسرت سے (زرہ پہنے ہوئے) یعنی مسلح ہو کر خیمہ سے باہر آکر اور بلند آواز سے اسی وقت نازل ہونے والی آیت پڑھ رہے تھے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ عنقریب کفار کی یہ جماعت شکست کھا کر اور سامنے آنے کی بجائے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔''

صرف اسی ایک ہی واقعہ میں آج کے زوال پذیر اور پسے ہوئے مسلمانوں کے مذہبی وقومی سربلندی وعروج کے لئے ایک ایسا بیش قیمت نسخہ اکسیر اور دعوت موجود ہے کہ اسے اپنا کر کفار واغیار کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے بچ سکتے ہیں اور وہ یہی ہے کہ سختی اور مصائب کے موقع پر ہم خدافراموشی اور خود فراموشی کو ترک کر کے رجوع الی اللہ' عجز وبندگی' خودداری' اور اللہ کے رسول کے وعدوں پر کامل بھروسہ واعتماد عمل صالح' خشیت الٰہی' مجاہدہ نفس جیسے اوصاف حمیدہ پر عمل پیرا ہو کر مسلمان اپنی گم کردہ عظمت ومقام کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔

مالک کون ومکان ہم اور آپ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق نصیب فرما دیں۔